تَعۡقِلُوۡنَ﴿﴾ (الانعام: ۱۵۱)
''اور جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ۔ اس نے تم کو اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو''۔

۴) ﴿وَلَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَاِیَّاکُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ﴾ (النساء: ۱۳۱)
''اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی یہی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور اب تم کو بھی یہی تاکید کر رہے ہیں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو''۔

۵) ﴿وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ......﴾ (العنکبوت: ۸، لقمان: ۱۴، الاحقاف: ۱۵)
''اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے''۔

۶) ﴿وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا﴿﴾﴾ (مریم: ۳۱)
''اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں''۔

۷) ﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا شَہَادَۃُ بَیۡنِکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ حِیۡنَ الۡوَصِیَّۃِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ ......﴾ (المائدۃ: ۱۰۶)
''اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو شہادت کا نصاب یہ ہے کہ دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں جو تم میں سے ہوں......''

۸) ﴿فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَیۡنَہُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ؕ﴾ (البقرۃ: ۱۸۲)
''ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے نادانستہ یا قصداً حق تلفی کے ارتکاب کا اندیشہ ہو، پھر یہ شخص متعلقین میں باہم مصالحت کرا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں''۔

۹) ﴿وَصِیَّۃً لِّاَزۡوَاجِہِمۡ مَّتَاعًا اِلَی الۡحَوۡلِ غَیۡرَ اِخۡرَاجٍ ۚ﴾ (البقرۃ: ۲۴۰)
''وہ اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کو نان ونفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں''۔

۱۰) ﴿یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ ٭ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ۚ فَاِنۡ کُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ ۚ وَاِنۡ کَانَتۡ وَاحِدَۃً فَلَہَا النِّصۡفُ ؕ

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿﴾ (النساء:۱۱)

''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ مرد کا حصّہ دو عورتوں کے حصّہ کے برابر ہے۔ اور اگر (میّت کی وارث) دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا اس مال کا جو مورث چھوڑ مرا ہے۔ اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔ اگر میّت صاحب اولاد ہو تو اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے ترکہ میں سے چھٹا حصّہ ہے اور اگر میّت کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی حصّہ ملے گا۔ اور اگر میّت کے بھائی بہن بھی ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصّہ ملے گا (یہ سب حصے اُس وقت نکالے جائیں گے) جبکہ وصیّت جو میّت نے کی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو اُس پر ہو ادا کر دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون سا شخص فائدہ پہنچانے میں تم سے قریب تر ہے۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والا ہے''۔

احادیث سے وصیّت کی اہمیّت کافی واضح ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے:

۱) حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بہت زیادہ بیمار تھا۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ آئے۔ میں نے آپؐ سے پوچھا کہ بے شک میرے پاس بہت زیادہ مال ہے جبکہ میرا کوئی وارث نہیں، ہاں صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں اپنا پورا مال وصیت کر جاؤں؟ آپؐ نے جواب دیا کہ ''نہیں، بلکہ ایک تہائی مال کی وصیّت کرو''۔ جب میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپؐ نے پھر وہی جواب دیا اور کہا کہ: ''ایک تہائی بہت زیادہ ہے''۔ (۲)

۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک تہائی بہت زیادہ اور بڑا حصہ ہے''۔ (۳)

۳) آنحضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''ترکہ وراثت کو دیناروں میں تقسیم نہ کرو''۔ (۴)

۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے ہمسائے کے بارے میں اتنی وصیّت کی کہ مجھے اس کے وراثت میں حصہ دار ہونے کا گمان ہونے لگا''۔ (۵)

۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی (قابل وصیت) چیز ہے تو دو راتیں گزرنے سے پہلے اس کے بارے میں تحریری وصیّت کر لے۔ (۶)

۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر آدمی مرضِ موت میں مبتلا ہو تو مرنے سے پہلے وصیّت کر جائے۔ (۷)

۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ایک آدمی ستر سال تک ٹھیک عمل کرتا ہے اور وصیّت کرتے وقت اسے خوف محسوس ہوتا ہے اور وہ برائی کا مرتکب ہو جاتا ہے تو اسے دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا' اور اگر ایک آدمی ستر سال سے بُرے عمل کرتا ہے مگر وصیّت میں عدل کو پیشِ نظر رکھتا ہے' پھر وہ عمل خیر کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا''۔ (۸)

یہ تمام احادیث قانونِ وراثت کے نزول سے پہلے کی ہیں جن میں آپؐ نے وصیّت کی اہمیّت کو ظاہر کیا تھا۔ مگر قانونِ وراثت کے نازل ہونے کے بعد وصیّت کی کچھ حدود و قیود مقرر ہوئیں۔ شریعت اسلامیہ کا حکم ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے۔ بعد ازاں اس کی وصیّت پر عمل کیا جائے گا اور اس کے بقیہ ترکہ کو وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ قرض کی ادائیگی کا مقدم ہونا تو عین انصاف ہے اور شریعت نے وصیّت کی حدود و قیود عائد کر دیں اور وارثوں کے لئے وصیّت کو باطل کر دیا۔ (۹) جیسا کہ حدیثِ نبویؐ ہے:

''حضرت ابوأمامہ الباہلیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ حجۃ الوداع میں فرماتے سنا کہ: ''بے شک اللہ نے ہر حق دار کا حصّہ مقرر کر دیا۔ پس وارثوں کے لئے وصیت جائز نہیں''۔ [۱۰] جعفر محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''ورثاء کے حق میں وصیت باطل ہے''۔ [۱۱] اسی طرح جابر بن عبداللہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''قاتل کے بارے میں کوئی وصیت نہیں''۔ [۱۲] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑے اور نہ کوئی بکری اور اونٹ' نہ ہی کسی چیز (مال و جائیداد وغیرہ) کی وصیت کی''۔ [۱۳] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نماز اور غلاموں سے حسنِ سلوک کی وصیت کی۔ [۱۴]

وصیّت موت کے بعد ملکیت کے تصرف کا اختیار ہے جبکہ مرنے والا اپنا اختیار ملکیت ضائع کر دیتا ہے۔ کتاب اللہ' سنت رسول ﷺ اور اجماع سے اس کے جواز کی دلیلیں ملتی ہیں۔ [۱۵]

وصیّت کے چار ارکان ہیں:

۱) وصیّت کرنے والا (مُوصِی)
۲) جس کے لئے وصیّت کی جائے (مُوصیٰ لہٗ)
۳) جس چیز کی وصیّت کی جائے (موصیٰ بہٖ)
۴) صیغہ [۱۶]

الجزیری کے مطابق وصیّت میں ایجاب قبول سے پہلے باطل ہو جاتا ہے۔ [۱۷] جبکہ المرغینانی کے مطابق ایجاب وصیّت کرنے والے کی جانب سے ایک ضروری رکن ہے' اور جہاں تک قبول کا تعلق ہے یہ شرط نہیں ہے۔ [۱۸] اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے: ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۞﴾ (النجم:۳۹) ''بے شک ہر انسان کے لئے اتنا ہی ہے جتنی اس نے کوشش کی''۔ ہاں البتہ ایجاب قبول کے موافق ہونا

ضروری ہے۔ [19] وصیّت کرنے والے کا بالاتفاق ملکیت پر تصرف کا حق ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ اپنی وصیّت سے رجوع کر لے یا وصیّت کرنے کے بعد باطل کر دے تو یہ جائز ہے۔ [20] اس بات پر بھی ائمہ کا اتفاق ہے کہ ورثاء کے حق میں وصیت باطل ہے۔ [21] جس شخص کے لئے وصیّت کی جا رہی ہے اس کا موجود ہونا ضروری ہے۔ موصیٰ لہ کا مسلم ہونا یا اہل وطن ہونا شرط نہیں ہے۔ خیال رہے کہ موصیٰ لہ ملکیت کی چیز نہ ہو اور نہ ہی مجہول ہو۔ [22] اسی طرح ان گنت لوگوں کے حق میں وصیت باطل ہوتی ہے۔

امام محمدؒ نے ''الاملاء'' میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی وصیت میں کہے کہ میرا تہائی مال پڑوسیوں کے لئے ہے تو وصیّت درست ہو گی۔ [23] جس چیز کی وصیت کی جا رہی ہے اس کا مال ہونا اور قائم ومطلق ہونا ضروری ہے۔ [24] اگر موصیٰ بہ کی مقدار متعین نہ ہو تو اس میں فقہاء کا ابہام ہے کہ حساب کر کے مقدار کا تعین کیا جائے۔ وصیّت ایک تہائی ترکہ سے زیادہ کی نہ ہو۔ وارث نہ ہوں تو کل مال کی وصیت بھی جائز ہے اور ورثاء کی اجازت سے ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت جائز ہو جاتی ہے۔ اگر بعض ورثاء اجازت نہ دیں تو وارث کے حصہ کی وصیت قدرے جائز ہو گی اور رد کرنے والوں کے حصوں سے وصیّت باطل ہو گی۔ دوسرے کے مال کی نسبت وصیت کرتے ہوئے آدمی کا موت سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔ منافع کے بارے میں وصیّت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر موصی کا کوئی اور مال موصیٰ بہ کے سوا نہ ہو تو موصیٰ لہ کو موصیٰ بہ کا ایک تہائی ملے گا اور باقی تہائی وارثوں کو ملے گا خواہ ایک وصیّت ہو یا اکٹھی کئی وصیّتیں کی جائیں۔

اگر جملہ وصیّتیں اللہ کے لئے ہوں تو یہ دونوں حالتوں سے خالی نہ ہوں گی۔ یا تو وصیّتیں فرائض، واجبات یا نوافل ہوں گی یا فرائض، واجبات، نوافل سبھی اقسام کی ملی جلی ہوں گی۔ اگر جملہ وصیّتیں ایک جیسے فرائض ہوں تو انہیں پہلے نافذ کیا جائے [illegible] میں نوافل ادا ہوں گے۔ [25]

وصیّت ایسے طور پر ہونی چاہئے جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف نہ ہوں۔ [۲۶] موصی کے رجوع کرنے یا مجنون ہو جانے سے وصیّت باطل ہو جائے گی۔ [۲۷] اسی طرح اگر موصیٰ بہ کوئی متعین چیز نہ ہوتو پھر بھی وصیت باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک تہائی سے زیادہ وصیّت بھی باطل ہوگی۔ وصیّت کے ذریعے اگر ورثاء کے حصوں میں کمی بیشی کر دی جائے تو بھی وصیّت باطل ہوگی۔ کیونکہ قرآن نے وارثوں کے حصے خود مقرر کیے ہیں۔ [۲۸]

اسلام میں قانونِ وصیّت کے نفاذ سے مقصود یہ رجحان پیدا کرنا ہے کہ مسلمانوں کی جائیداد میں ان کے دوسرے بھائی بھی شامل ہیں۔ جن دوست' احباب' عزیز و اقرباء اور غرباء کو انسان زندگی میں دیتا رہتا ہے ان کو مرنے کے بعد بھی اس کی جائیداد سے کچھ حصّہ مل جائے تاکہ قانون اسلامی کسی طرح بھی فطرت انسانی کے خلاف نہ رہے۔

قرآن کے احکامِ وصیّت کے نفاذ سے بہت سی پوشیدہ حکمتیں اور مصلحتیں واقع ہوتی ہیں۔ آیاتِ میراث میں وصیّت کی بار بار تاکید اس بات کی متقاضی ہے کہ جہاں اسلامی قانونِ وراثت جاری ہو وہاں لازماً اسلامی قانون وصیّت بھی نافذ ہو' بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وراثت کے ساتھ ساتھ وصیّت کا قانون نافذ نہ کرنا صریحاً احکام قرآنی کی خلاف ورزی ہے۔ اسی قانون کی جو توضیح رسول اللہ ﷺ نے کی' یعنی وارث کے لئے وصیّت جائز نہیں اور ایک تہائی تک وصیّت کی جائے' اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی حق دار کے ساتھ وصیّت کر کے ظلم کرنے کی کوشش نہ کی جائے' ہاں اگر کوئی قانونی حیلہ کی آڑ میں اس اختیار کا غلط استعمال کرے تو باقی ممبران خاندان اس کی اصلاح کریں یا اسلامی عدالت سے رجوع کر کے اس سقم کو درست کیا جائے۔ [۲۹]

حوالہ جات

۱) الراغب الاصفهانی' معجم مفردات الفاظ القرآن' ص ۵۴۲' مکتبة مرتضویة لاحیاء الآثار الجعفریة ...... بدون تاریخ۔ والجوهری العلامة' الشیخ عبد الله العائلی' الصحاح فی اللغة والعلوم' ج۲' ص ۶۹۵۔ دار الحضارة العربیة' بیروت

۱۹۷۴ء۔ومختار القاموس علی طریق مختار الصحاح والمصباح والمنیر' ص ۶۶۰' عیسٰی البابی الحلبی' الطبعة الاولیٰ' ۱۹۶۴ء۔وابن منظور العلامة ' ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم' لسان العرب' ج۱۵'ص ۳۲۰' دار احیاء التراث العربی' بیروت' بدون تاریخ ۔ والزبیدی' محمد مرتضی الحسینی والواسطی الحنفی' محب الدین ابی فیضی' تاج العروس من جواهر القاموس' ج۳' ص ۸۹۔ومحمد فرید وجدی ' دائرہ معارف القرآن' ج۲۰' ص ۷۸۶۔ دار المعرفت بیروت'بدون تاریخ۔ والعلامة اللغوی' معجم متن اللغة' احمد رضا بیروت '۱۹۵۸ء۔ والجزیری' عبدالرحمن بن محمد عوفی' کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة' ج۳' ص ۲۵۰' المکتبة دار احیاء التراث العربی' الطبعة الثانیة '۱۹۹۸ء۔ والقرطبی' احمد بن رشد بن ابواسید محمد' بدایة المجتهد ونهایة المقتصد' ج۱' ص ۳۳۶۔ مکتبه مصطفٰی البابی الحلبی واولاده'بدون تاریخ۔

۲) ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذی' الجامع الصحیح وهو السنن الترمذی' ج۴' ص ۵۳۰' دار عمران بیروت بدون تاریخ

۳) البخاری' ابو عبد اللّٰه محمد بن اسماعیل' صحیح البخاری ' ج'۲' ص ۲۲۳۹' دار ابن کثیر' دمشق ۔ ومسند احمد ج۲' ص ۴۴۸ الطبعة الرابعة ۱۹۹۰ء

۴) احمد بن حنبل' الامام' مسند الامام احمد بن حنبل' ج۲' ص ۲۷۳' مکتبة دار الباز مکة المکرمة 'الطبعة الثانیة...... ۱۹۹۳ء

۵) المرجع السابق' ج۲' ص ۴۴۸

۶) البخاری' صحیح البخاری' ج۲' ص ۲۲۳۹

۷) الدارقطنی' علی بن عمر' سنن دار القطنی' ج۲ ' ص ۱۵۱' دار احیاء التراث العربی ۱۹۹۳ء

۸) القزوینی' ابو عبد اللّٰه محمد بن یزید' سنن ابن ماجه' ج۲' ص ۲۲' دار الحدیث القاهرة' بدون تاریخ

۹) مودودی' ابوالاعلیٰ' تفهیم القرآن' ج۱' ص ۳۲۹' مکتبه تعمیر انسانیت لاهور ۱۹۸۵ء و اصغر حسین' سید' اسلامی قانون وراثت و وصیّت' ص ۵۲' اداره اسلامیات انارکلی ۱۹۸۰ء

۱۰) الترمذی' الجامع الصحیح' ج۴' ص ۵۳۰

۱۱) الدارقطنی' سنن دارقطنی' ج۲' ص ۱۵۲

۱۲) القزوینی' سنن ابن ماجه' ج۲' ص ۲۲

۱۳) المرجع السابق، ۲/ ۲۲

۱٤) المرجع السابق، ج۲، ص ۲۳

۱۵) الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، علاء الدین، الامام، بدائع الصنائع، ج۷، ص۳۲۹، ۳۳۰۔ المکتبة الحبیبیه کانسی روڈ کوئٹہ ۱۹۸۹ء

۱٦) المرغینانی، ابو الحسن علی بن ابی بکر، برهان الدین، الهدایه شرح بدایة المبتدی جزء ۸، ص ۲٤۲ ۔ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة باکستان ۱٤۱۷ ۔

۱۷) الجزیری، کتاب الفقه، ج۳، ص ۲۵۱

۱۸) المرغینانی، الهدایه، ج٤، جزء ۸، ص ۲٤۲

۱۹) الجزیری، کتاب الفقه، ج۳، ص ۳۵۸

۲۰) القرطبی، بدایة المجتهد، ج۱، ص ۳۳۵ تا ۳۳٦

۲۱) النووی، عیسٰی بن شرف زکریا، ابو الشیخ محمد الشیرینی، مغنی المحتاج معرفة تعالی، الفاظ علی متن المنهاج، ج۳، ص ۳۹ ۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ

۲۲) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج۷، ص ۳۳۵ تا ۳۵۲

۲۳) المرجع السابق، ج۷، ص ۳۳۵ تا ۳۵۲ ۔ والشافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، ج٤، ص ۳۹ دار المعرفت بیروت، بدون تاریخ

۲٤) ابن عابدین (المحقق محمد امین) حاشیه رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار فی فقه للامام ابی حنیفه النعمانی، ج٦، ص ٦۹۲، المکتبة التجاریة مصطفی احمد الباز، مکة المکرمة، بدون تاریخ

۲۵) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج۸، ص ۳۵۸ تا ۳۷۸

۲٦) مودودی، تفهیم القرآن، ج۱، ص ۳۲۹

۲۷) المرغینانی، الهدایه، ج۸، ص ۲۲۷، ۲۲۸

۲۸) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج۷، ص ۳۹٤

۲۹) احمد یار، حافظ، یتیم پوتے کی وراثت کا مسئله، شعبه اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاهور ۱۹۵٤ء

تاریخ کے بدترین دہشت گرد کون؟ (۲)

مسلمان یا عیسائی؟؟

ریاض الحسن نوری ☆

امریکہ میں قتل عام

انگریزی نسل کے امریکیوں کے وہاں کی مقامی آبادی کے بارے میں کیا خیالات تھے (یعنی ریڈ انڈینز کے متعلق) نوبل انعام یافتہ برٹرینڈ رسل لکھتا ہے:

The attitude of the Americians of English descent to the Red Indians was very different, as is shown in their saying: "The only good Indian is a dead Indian".

''انگریز نسل کے امریکیوں کا ریڈ انڈینز کے متعلق جو رویہ تھا وہ ان کے اس مقولے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اچھا ریڈ انڈین صرف وہی ہے جو مُردہ ہو''۔ (۱۶)

یوں امریکہ کے اصلی باشندے یعنی ریڈ انڈین رفتہ رفتہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اب وہاں قدیم باشندہ شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ ہمارے مضمون میں دیئے گئے واقعات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ دہشت گردی، ظلم، ہیروئن بنانے اور اس سے روپیہ کمانے کی ذمہ دار مغربی حکومتیں ہیں۔ یہ ظلم کے استاد ہیں، دنیا میں ہر قسم کے جرائم پھیلانے کے بھی یہی ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے پٹھانوں کو ہیروئن بنانی سکھائی، پٹھانوں کے پاس یہ علم نہ تھا۔

قرونِ وسطیٰ میں یہودیوں کا قتل عام

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس، جلد ۱۲، مطبوعہ نیویارک کے صفحات ۳۵۷، ۳۵۸ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۱۷۹ء میں پوپ الیگزینڈر سوم نے عیسائیوں کو کم سود

☆ مشیر وفاقی شرعی عدالت و ریسرچ سکالر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔